نشری تقریر

ڈاکٹر اسرار احمد

آیت الکرسی

قرآن حکیم کی عظیم ترین آیت اور توحیدِ صفاتی کا جامع ترین مرقّع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○

ترجمہ:۔ اللہ (ہی معبودِ برحق ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے۔ سب کا قائم رکھنے والا۔ نہ اس کو اُونگھ لاحق ہوتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو وہ چاہے، اس کا اقتدار آسمانوں اور زمین سب پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس پر ذرا بھی گراں نہیں اور وہ بلند و عظیم ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

متعدد روایات[1] کے مطابق نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آیۃ الکرسی کو قرآن حکیم کی عظیم ترین آیت قرار دیا ہے اور سورۂ اخلاص کو عظیم ترین سورت اور عجب حُسنِ اتفاق ہے کہ آیت الکرسی قرآن مجید کی طویل ترین آیات میں سے ہے اور سُورہ اخلاص مختصر ترین سورتوں میں سے!

ان دونوں کی عظمت کی یہ مشترک اساس تواظہر من الشمس ہے کہ دونوں میں توحید باری تعالیٰ کا بیان نہایت پُرشکوہ انداز میں ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ توحید ہی دینِ حق کا اصل الاصول ہے۔ البتہ یہ حقیقت ذرا غور کرنے ہی سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دو مقامات پر عقیدۂ توحید کے دو مختلف پہلوؤں کی وضاحت ہوئی ہے اور ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ توحید کے اس خاص پہلو کے جامع و مانع بیان کے ضمن میں پُورے قرآن میں منفرد مقام حاصل ہے۔

چنانچہ جہاں سورۂ اخلاص حضرتِ حق سبحانہٗ کی شانِ احدیّت و صمدیّت کے پُرشکوہ اثبات اور کسی کے کسی بھی اعتبار سے اس کے ہم پلّہ، ہم جنس یا ہم کفو ہونے کی ہمہ جہتی نفی سے شرک فی الذات کا کامل سدِّباب کر دیتی ہے۔ وہاں آیت الکرسی میں ذاتِ واجب الوجود کی صفاتِ کاملہ کا بیان ایسے پُرجلال اور پُرہیبت انداز میں ہوا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ شرک فی الصّفات کی جڑ کٹ جاتی ہے، بلکہ شرک فی العبادت کی راہ بھی کلیّتہً مسدود

---

[1] مثلاً مسند دارمی میں حضرت ایفع ابن عبدالکلاعی سے روایت ہے کہ:۔

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ سُوْرَۃِ الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ؟ قَالَ: "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" قَالَ: "فَاَیُّ اٰیَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ"؟ قَالَ: "اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ ۔ ۔ ۔"	ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "یا رسول اللہ! قرآن کی عظیم ترین سورت کون سی ہے؟" آپؐ نے فرمایا "قل ھو اللہ احد!" اس نے پھر عرض کیا "اور آیتوں میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے"؟ حضورؐ نے فرمایا "آیت الکرسی ۔ ۔ ۔"

ہو جاتی ہے۔

یہ آیۂ مبارکہ دس مستقل جملوں پر مشتمل ہے:

پہلا جملہ —— یعنی "اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ"، غیر اللہ سے صفتِ الوہیت کی کامل نفی کر دیتا ہے اور اس حقیقت کی وضاحت سے کہ اللہ ہی تنہا معبودِ برحق، مطلوبِ اصلی اور محبوبِ حقیقی ہے شرک فی العبادت کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ اس کا عام فہم مطلب یہی ہے کہ اللہ کے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں تاہم عارفین کے نزدیک اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اللہ ہی تنہا محبوبِ حقیقی بھی ہے اور مطلوب و مقصودِ اصلی بھی!

دوسرا جملہ —— ذاتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ان دو عظیم اسماء پر مشتمل ہے جن کے بارے میں بعض روایات[1] کی بنا پر گمان غالب ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے "اسمِ اعظم" کی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی "اَلْحَیّ" اور "اَلْقَیُّوْم"۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں اسمائے حُسنیٰ میں وہی باہمی تعلق ہے جو

---

[1] مثلاً مسند امام احمد میں حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں:

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان دو آیتوں کے
یَقُوْلُ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا	بارے میں یعنی ایک آیت الکرسی اور دوسری
ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ	آل عمران کی پہلی آیت یہ فرماتے سنا کہ ان میں اللہ
الْقَیُّوْمُ اَنَّ فِیْھِمَا اسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ"	کا اسمِ اعظم ہے!

اسی کی ہم مضمون روایات ترمذی، ابن ماجہ اور ابو داؤد میں بھی موجود ہیں (بحوالہ تفسیر ابن کثیرؒ) —— اور ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو امامہؓ مرفوعاً نقل فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کا وہ اسمِ اعظم جس کے واسطے سے دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ تین سورتوں میں ہے سورۂ بقرہ میں، سورۂ آل عمران میں اور سورۂ طٰہٰ میں" علماء کے نزدیک سورۂ بقرہ اور آل عمران کی آیات تو وہی ہیں جو پہلی حدیث میں بیان ہوئیں اور سورۂ طٰہٰ کی آیت ہے "وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ" اور ان تینوں آیات میں جو اسمائے حسنیٰ مشترک ہیں وہ الحیّ اور القیّوم ہی ہیں!

"اَلاَحَد" اور "اَلصَّمَد" ہیں گویا پہلے توحید ذاتی کے بیان میں اللہ تعالیٰ کی شان احدیّت کی نسبت تمام تر اپنی ذات ہی کی جانب ہے جبکہ اس کی شانِ صمدیت کا اظہار مخلوق کی نسبت سے ہوتا ہے اسی طرح توحید صفاتی کے ضمن میں خدا خود اپنی ذات میں تو "اَلحَیُّ" ہے یعنی زندۂ جاوید اور از خود و بخود قائم اور ما سوٰی کیلئے "اَلقَیّوم" ہے یعنی ان کے وجود کا واحد سبب اور ان کے قیام اور بقاء کا واحد سہارا۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود بھی خانہ ساز اور حیات بھی ذاتی اور ما سوٰی کا وجود بھی خالص عطائی اور حیات بھی نری مستعار!

تیسرے جملے ـــــ یعنی لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ میں اللہ کی صفت حیات کے کامل ہونے کی تصریح ہے۔ یعنی اس کی حیات ہر ضعف و احتیاج سے مستغنی ہے۔ چنانچہ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اس میں ایک مزید لطیف اشارہ ہو گیا اس حقیقت کی جانب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہونے کے علاوہ کامل بھی ہیں اور مطلق بھی، جبکہ ما سوٰی کی صفات وہبی اور عطائی ہونے کے ساتھ ساتھ ناقص بھی ہیں اور محدود بھی!

چوتھا جملہ ـــــ اللہ کی شان قیّومی کے لازمی منطقی نتیجے کی وضاحت پر مشتمل ہے یعنی جب جملہ موجودات کا عینِ وجود ہی اللہ تعالیٰ کی توجّہ کا مرہون منت ہے اور ان کے بقاء و قیام کا پورا دار و مدار ہی اس کی نگاہ کرم پر ہے تو لازماً یہ سلسلۂ کون و مکان کُل کا کُل اسی کی ملکیت ہے اور اسے تعالیٰ اس میں تصرّف کا کامل اختیار حاصل ہے گویا "لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ" کے جامع الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے "مَالِکُ الْمُلْکِ" ہونے کا بیان بھی ہے اور "اَلْمَلِکُ الْحَق" ہونے کا اعلان بھی ـــــ یعنی بقول علّامہ اقبال مرحوم ؎

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے　　حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری!

پانچواں جملہ ——— یعنی "مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ" یعنی کون ہے وہ جو سفارش کر سکے اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے ؟ شفاعتِ باطلہ کے عقیدے کی جڑ کاٹ دیتا ہے اور اس سے جہاں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شفاعت ایک خالص عطائی اعزاز (BESTOWED HONOUR) ہے نہ کہ کسی کا ملکہ نفسی یا استحقاقِ ذاتی ، وہاں اُس شرک فی العبادت کی راہ بھی مسدود ہو جاتی ہے جو "ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ" کے بے بنیاد عقیدے کے تحت کیا جاتا ہے ! یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر انداز بیاں حد درجہ پُر ہیبت اور پُر جلال ہی نہیں قدرے غیظ آمیز اور غضب ناک بھی ہے !

اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیّت و قیومیّت کے بیان اور اس کی صفاتِ جلیلہ میں سے وجودِ واجب ، حیاتِ کاملہ ، قدرتِ مطلقہ ، ملکیّتِ تامّہ اور اختیارِ کلّی کی بالواسطہ تصریح یا براہ راست وضاحت کے بعد چھٹے اور ساتویں جملوں میں خالق اور مخلوق کے علم کے تقابل سے واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی بھی ہے اور کامل بھی ، چنانچہ "مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ" کو بھی محیط ہے اور "وَمَا خَلْفَھُمْ" کو بھی جبکہ ماسوٰی کا علم ناقص اور محدود بھی ہے اور خالص وہبی اور عطائی بھی ۔ چنانچہ چاہے جنّ ہوں یا انسان ، اور خواہ اولیا و انبیاء ہوں یا ملائکہ و ارواح کسی کے پاس اپنا ذاتی علم کوئی نہیں ۔ جو کچھ ہے صرف اللہ کی عطا اور اسی تعالیٰ کی دین ، اور بس اسی قدر ہے جس قدر وہ چاہے اور عطا فرما دے "وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ"

آٹھویں اور نویں جملوں میں خدا کے غلبہ و اقتدار کی وسعت اور اس تعالیٰ کے قبضہ و اختیار کی ہمہ گیری کی ایک جھلک نہایت پُر شکوہ الفاظ میں دکھا دی گئی ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی تمام وسعتیں اسی تعالیٰ کے حیطہ اقتدار میں ہیں اور پورا سلسلہ کون و مکاں اسی تعالیٰ کے زیر نگیں ہے اور وہ تعالیٰ اس مملکت بے کراں کے حفظ و اماں اور اس سلطنت بے پایاں کے

انتظام و انصرام سے ہرگز کسی درجے میں بھی عاجز اور لاچار نہیں!

آخری جملہ پھر دو عظیم اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہے جو "وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا" کی عظیم حقیقت پر آخری مہرِ تصدیق کے طور پر ثبت ہیں یعنی "وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ"، یعنی وہ تعالیٰ بلند و بالا بھی ہے اور بزرگ و برتر بھی اور صاحب عظمت و سطوت بھی ہے اور حامل شان و شوکت بھی۔

گویا اس آیہ کریمہ میں ذاتِ واجب الوجود کی صفاتِ جلیلہ میں سے قدرتِ مطلقہ اور اختیارِ کامل پر حد درجہ زور دینے کے علاوہ دو اہم صفات یعنی حیات اور علم کے حوالے سے یہ بنیادی حقیقت واضح کردی گئی کہ حضرت حق سبحانہٗ کی صفات اس کے وجود ہی کی طرح ذاتی بھی ہیں اور غیر محدود و لامتناہی بھی جبکہ ماسوٰی کی صفات ان کے عین وجود کے مانند خالص عطائی بھی ہیں اور نری محدود اور مقید بھی۔ گویا اس تعالیٰ کا وجود بھی حق اور صفات بھی حقیقی اور ہمارا وجود بھی محض وہمی[1] اور صفات بھی فقط اعتباری!

اس طرح قرآن حکیم کی یہ آیت عظیمہ وجود، حیات، قدرت اور علم ایسی بنیادی صفات کے ضمن میں ذات باری تعالیٰ کی شان یکتائی کے بیان میں منفرد مقام کی حامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے قرآن حکیم کی عظیم ترین آیت بھی قرار دیا ہے اور جملہ آیات قرآنی کی سردار بھی[2]!

---

[1] كُلُّ مَا فِي الْكَوْنِ وَهْمٌ اَوْ خَيَالٌ
اَوْ عُكُوْسٌ فِي الْمَرَايَا اَوْ ظِلَالٌ

[2] ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "ہر چیز کی ایک چوٹی ہوتی ہے تو قرآن کی چوٹی سورۂ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت (یعنی آیۃ الکرسی) تمام آیاتِ قرآنی کی سردار ہے!"